

عدل عمر کے نام سے عمرو بن العاص پر سب و شتم

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

"اگر تو عمرو بن العاص کی پٹائی بھی کرتا تو میں تجھے منع نہ کرتا" اس جملے کے پس منظر کی کہانی یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب نے مارکھانے والے قبطی لڑکے کو اپنا کوڑا پکڑایا اور حکم دیا کہ "امیر مصر (عمرو بن العاص)" کے بیٹے کو مارا اور اُس سے اپنا بدلہ لے۔" یہ ایک مشہور وایت ہے مگر آیا یہ سچا واقعہ ہے یا نبی کی زبان سے کئی بار مرد موسن، مرد صالح کا خطاب پانے والے تین میں سے ایک مشہور ذہن فیضن سیاستدان فاتح مصر اور خلیفہ راشد حضرت عمرؓ کی طرف سے گورز مصر اور خلیفہ راشد حضرت علیؓ اور قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کرنے والے حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان جنگ بندی کرانے والے دو میں سے ایک حضرت عمرو بن العاص پر تمہارا اور ان کے بارے میں بد گوئی ہے؟

کئی دن سے یہ روایت ذہن میں کھڑک رہی تھی، تینیس سال کی تدریسی کالج ملازمت کے دوران عربی نصاب میں شامل یہ کہانی بلاشبہ سیکھوں سے زائد بار کالج طباء کو پڑھائی۔ آج بھی یہ کہانی پاکستان کے سکول، کالج اور یونیورسٹی کتابوں میں دھڑلے سے پڑھائی جا رہی ہے۔ موجودہ نصاب میں آٹھویں جماعت کی عربی کتاب میں بھی موجود ہے۔۔۔ مگر نصاب میں موجود ہر رطب و یابس پڑھانا اُستاد کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے۔ عقل اور درایت سے کوئی کام نہیں لیتا، نہ پڑھانے والے، نہ نصاب بنانے والے اور نہ حکومت کے ذمہ داران۔ فالی اللہ المشتكی!

واقعہ یوں لکھا گیا ہے کہ امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ کی خلافت کے دوران جب عمرو بن العاصؓ مصر کے گورز تھے تو گورز کے ایک بیٹے نے ایک قبطی (مصری) لڑکے سے گھر دوڑ میں شرط لگائی۔ قبطی لڑکا جیت گیا تو گورز کے بیٹے نے اُس کی پٹائی کر دی اور کہا تو بڑے لوگوں کے بیٹے (ابن الاکرمین) سے کیسے جیت سکتا ہے؟ اُسے یقین تھا کہ وہ غریب قبطی لڑکا اُس سے بدلہ نہیں لے سکتا۔۔۔۔۔۔

قبطي لڑکے کا والد اپنے مصروف بیٹے کو لے کر مدینہ منورہ پہنچا اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں یہ تمام واقعہ بیان کیا۔۔۔ حضرت عمرؓ نے عمرو بن العاص کو بیٹے سمیت مدینہ حاضر ہونے کا حکم دیا پھر جب سب لوگ حاضر ہو گئے تو امیر المؤمنین نے قبطی لڑکے کو کوڑا پکڑایا اور اسے حکم دیا کہ وہ عمرو بن العاص کے بیٹے سے اپنی جان کا بدلہ لے۔ تو اُس نے اُسے خوب مارا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ اُس نے اپنا حق پالیا ہے اور اپنے دل کی بھڑاس نکال لی ہے تو فرمایا اگر تو عمرو بن العاص کی پٹائی بھی کرتا تو میں تجھے منع نہ کرتا۔ (لو ضربت عمرو ابن العاص مامنعتك) کیونکہ اُس لڑکے نے اپنے باپ کی طاقت کے گھنڈ میں تجھے مارا ہے۔ پھر حضرت امیر المؤمنینؓ، گورز مصر حضرت عمرو بن العاص کی

دین و دانش

ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" ملتان (ستمبر 2017ء)

طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم نے کب سے لوگوں کو اپنا غلام سمجھا ہے جب کہ ان کی ماوں نے تو انہیں آزاد جتا ہے۔
 (متى استعبد تم الناس وقد ولدتهم امهاتهم احراراً) (ابن عبدالحکم فتوح مصرص ۲۹۰) یہ روایت
 کنز العمال ۱۲/۶۶ میں ہے اور مولانا محمد یوسف دہلوی نے بھی اسے حیاة الصحابة ج ۲، ص ۱۱۳ میں نقل کیا ہے۔

قرآن کریم ایک ابدی اور لاریب کتاب ہے۔ قرآن اور اسلام کا نظام عدل کہتا ہے ”کسی کے جرم میں کوئی دوسرا
 نہیں پکڑا جائے گا نہ دنیا میں نہ آخرت میں“ (لاتر روازرة وزر اخیری) (تو پھر عادل عمرؑ ہی سے خلیفہ راشد، خلیفہ حق کیسے کہہ
 سکتے ہیں ”لو ضربت عمرو بن العاص مامنعتك“ (اگر تو عمر بن العاص کی پٹائی بھی کرتا تو میں تجھے منع نہ کرتا۔)

بظاہر یہ قسم عدل عمر کے خوبصورت نام سے ہے مولانا محمد یوسف دہلویؒ نے بھی عدل السنی و اصحابہ
 کے خوبصورت عنوان سے لکھا ہے۔۔۔ دل میں بات آئی کہ ذرا اس روایت کی تحقیق کر لی جائے کیونکہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا: عمر و بن العاص اور ہشام بن العاص دونوں بھائی مومن ہیں۔ دوسرے موقع پر فرمایا کہ یہ پورا خاندان مومن ہے۔
 ایک اور موقع پر فرمایا کہ یہ صالح قریشی لوگوں میں سے ہے۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ یہ امرؤ صالح (نیک مرد)
 ہے۔ ایک اور موقع پر مدینہ کے لوگوں سے فرمایا: (ایسی پریشانی کے وقت میں) تم لوگوں نے اس طرح کیوں نہ کیا جس طرح
 ان دو مومن مردوں نے کیا (کتنے بکف مسجد بنبوی میں آ کر بیٹھ گئے)۔۔۔ ان دو صحابہ میں سے ایک حضرت عمر و بن العاص
 تھے۔ ایک اور موقع پر اُن کو جہاد پر وانہ فرماتے ہوئے جہاد کی فضیلت اور مال غنیمت کا ذکر ہوا تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں
 تو اللہ کی رضا کے لیے جہاد کروں گا مال غنیمت کے لیے نہیں۔ ارشاد بنبوی ہوا ”اے عمر و احمدہ مال (یعنی مال غنیمت) مرد صالح
 کے لیے لاک تعریف ہوتا ہے۔“ (نعم المال صالح للرجل الصالح) (مندادام احمد، مشکوہ)

میسیوں موقع پر نبی مکرمؐ نے اُن کو جہاد میں بھیجا۔ جنگ ذات الملاسل کے موقع پر حضرات صدیق و فاروقؓ بھی
 اُن کی ماتحتی میں تھے جب فاتحانہ واپسی پر خود نبی مکرمؐ نے مدینہ سے باہر تشریف لا کر ان کا استقبال کیا تھا۔ پھر غلافت
 صدیق و فاروقؓ غنی میں اُن کو جہاد کی اہم ذمہ داریاں دی گئیں۔ فراست فاروقؓ مشہور عالم ہے اور خود حضرت عمر و بن العاص
 کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ ”السابقون الاولون“ صحابہ میں سے ہیں اور چھھ مشہورو معروف عبادہ میں سے ہیں، کہیں ایسا تو
 نہیں کہ بغیر نام لیے اپنی عبداللہ بن عمر و کو شناختہ بنا نا مقصود ہو؟ اگر کسی اور بیٹے کا بھی ذکر ہو تو پھر بھی وہ خود تین دھلائے
 العرب (عرب کے چھوٹی کے تین ذہین فطین بے مقابلہ رہنماؤں اور داناوں) میں شامل ہیں۔ (وہ تینوں ہیں امیر معاویہؓ
 مغیرہ بن شعبانؓ اور عمر و بن العاص رضی اللہ عنہم)۔ لسانِ وحی ترجمان سے اتنے بے شمار فضائل کے علاوہ شہادت عثمانؓ ذی
 النورینؓ کے بعد جب امیر المؤمنین حضرت علیؓ اور طالبین قصاص عثمانؓ، سیدنا امیر معاویہؓ اور اُن کے ساتھیوں کے مابین
 متناقوں کی بھڑکائی ہوئی جنگ کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کا موقع آیا تو حکمین کے طور پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے
 ساتھ یہی عمر و بن العاصؓ صلح کرتے نظر آتے ہیں اور پھر انہی حکمین کی کوششوں سے حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے
 درمیان جنگ بند ہو گئی اور اہل اسلام نے حضرت علیؓ کی سر برائی میں متفقین خارجیوں وغیرہ کے خلاف قدم اٹھایا۔۔۔

دین و دانش

ماہنامہ "تفییج تمثیل" ملتان (ستمبر 2017ء)

اسی کا تدبیر ہی کام آگیا تھا
کہ اسلام دنیا پر پھر چھا گیا تھا

ذکور بالاروایت میں دیگر سقماں اور انقطع کے علاوہ ایک سقماں بھی ہے کہ حضرت عمرؓ سے کہلوایا جا رہا ہے کہ ”تو اگر حضرت عمر بن العاص کی پٹائی بھی کرتا تو میں نہ روکتا“ حیاۃ الصحابہ کے حوالہ ذکورہ کے مطابق فرمایا: ”اب تو عمر و بن العاص کی چندیا پر مار، لیکن آگے سے قبطی لڑکے نے کہا“ امیر المؤمنین! مجھے تو اس کے لڑکے نے مارا تھا اور میں نے اس سے بدله لے لیا ہے، ”اہل عقل و فہم سوچیں، قصور بیٹھ کا ہے، اس سے بدله لیا جا چکا ہے اور مظلوم نے جی بھر کے کوڑے بر سائے ہیں۔ اس بدله لئے جانے کے بعد حضرت عمرؓ اس کے باپ کی چندیا پر مارنے کا حکم فرمara ہے ہیں۔ کیا یہ عدل عمر کی نشاندہی ہے یا عدل عمر پر سب و قبائل؟“

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو؟

اعدائے اسلام اور معاندین صحابہ نے ایسی ایسی روایتیں گھٹری ہیں کہ منتشر خوبصورت سانپ کی طرح ان کا ظاہر بے حد خوبصورت لیکن ان کے اندر زہر ہی زہر ہے۔ مثال کے طور پر یہی روایت ہے جسے ابن الحدید نے شرح نجح البانغمیں یوں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن العاص نے قبطی کو قید میں ڈال دیا تا کہ وہ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کی شکایت نہ پہنچا سکے لیکن وہ کسی طرح قید سے نکل بھاگا اور حضرت عمرؓ کی شکایت پہنچا۔ جبکہ دوسری روایات میں حضرت عمر و بن العاص نے حضرت عمرؓ کے سامنے کہا کہ مجھے اس واقعے کا علم ہوا، نہ میرے پاس شکایت پہنچی (ورنہ میں اس کو بدله دلوتا)۔

تحقیق القصہ: اس روایت کی سند منقطع اور یہ یہود ہے اور یہ انقطع ابتداء ہی میں ابن عبدالحکم کے نام کے متصل بعد ساتھ ہی موجود ہے۔

درج ذیل ایڈریلیں پر اس روایت سے متعلق مزید تحقیقات دیکھی جاسکتی ہیں:

<http://www.ahlalhadeeth.com/vb/showthread.php?t=373085>

<http://www.khaledabdelalim.com/home/play-2008.html>

اے فاتح مصر و افریقہ! اے صاحب رسول!

نیل کے دونوں کناروں پر کھڑا ہے تو ابھی
مصر میں زندہ ہے تیرے نام کی خوشبوا بھی
مصر و افریقہ کے وہ باسی ہیں قبلہ رو ابھی
تیرے دم سے جو ہوئے تھے آشنا اسلام سے

